معروضات

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی

"حجارۃ" اور "رسل" کے معانی کے سلسلہ میں میری بحث کا رد کرتے ہوئے مولانا سبحانی نے اپنی تحقیق کو مدلل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں انتہائی اختصار کے ساتھ چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ مولانا نے اپنے مضمون شائع شدہ تحقیقات اسلامی جولائی۔ستمبر ۹۵ء میں دعویٰ کیا تھا کہ "حجارۃ" کا استعمال ہمیشہ بڑے بڑے پتھروں کے لیے ہوتا ہے جن کا کم سے کم حجم اونٹ کے سر کے برابر ہو"۔ لیکن انھوں نے اپنی طویل بحث میں کہیں یہ واضح نہیں کیا ہے کہ یہ کم سے کم حجم (اونٹ کے سر کے برابر) انھوں نے کس بنیاد پر متعین کیا ہے؟

۲۔ میرا کہنا یہ نہیں ہے کہ حجارۃ سے مراد ہر جگہ "ننی منی کنکریاں، پتھر کی بجریاں" ہیں۔ اس لیے آیت وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ (البقرہ-۷۴) کے ذیل میں مولانا کی طویل بحث بے موقع ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ میں نے استنجاء بالاحجار والی روایات کا سہارا یہ ثابت کرنے کے لیے لیا ہے کہ احجار پتھر کی بجریوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔

۳۔ قوم لوط پر جو عذاب آیا اس کے لیے قرآن میں حجارۃ یا حاصب کے الفاظ آئے ہیں۔ پھر اگر حجارہ صرف چٹانوں، پتھر کی سلوں اور بڑے بڑے پتھروں ہی کے لیے آتا ہے تو کیا قوم لوط پر آنے والی زبردست طوفانی ہوا صرف چٹانوں کو اڑا کر لائی تھی؟ حدیث ماعز میں حجارہ کا لفظ ہے پھر کیا سنگ سار کرنے والوں نے صرف بڑے بڑے پتھر استعمال کیے تھے؟ استنجاء بالاحجار کی روایات کے بموجب کیا استنجاء کے لیے صرف بڑے بڑے (کم سے کم اونٹ کے سر کے برابر) پتھروں کا استعمال لازمی ہے؟ چھوٹے پتھروں سے استنجاء نہیں ہوگا کیونکہ انھیں حجارہ نہیں کہتے؟ حجارہ کو صرف بڑے پتھروں کے ساتھ خاص کرنے سے پیدا ہونے

والے درج بالا سوالات کا مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔

۴۔ مولانا نے حاصب کی جو لغوی تحقیق پیش کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ حصب کے معنی اصلاً کنکری کے ہیں۔ محصّب اس وادی کا نام ہے جہاں رمی جمار کیا جاتا ہے۔ حدیث میں بھی مادہ ح ص ب سے جتنے الفاظ آئے ہیں سب میں کنکری کا مفہوم پایا جاتا ہے البتہ کبھی اس کا استعمال بڑے پتھروں کے لیے بھی ہوتا ہے۔

۵۔ لغت اور کلام عرب کی روشنی میں مولانا نے حجارہ کا جو مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہے اس کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے "حجر کے معنی ہیں چٹان.... جس طرح چٹان کے اندر شدت، صلابت، استحکام اور مضبوطی کا مفہوم پایا جاتا ہے اسی طرح اس کے تمام مشتقات میں بھی یہی مفہوم پایا جاتا ہے" اولاً یہ صحیح نہیں کہ تمام مشتقات میں شدت وصلابت کا مفہوم چٹان سے مشابہت کی بنا پر پایا جاتا ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ مادہ ح ج ر سے آنے والے تمام الفاظ میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے اور ان میں سے ایک لفظ حجارہ بھی ہے جیسا کہ لسان العرب اور لغت کی دیگر کتب میں یہ تمام الفاظ مذکور ہیں ثانیاً مولانا کی پوری بحث میں حجم کا کوئی ذکر نہیں بلکہ شدت وصلابت ہی کا معنی موجود ہے۔

۶۔ مولانا کی یہ بات صحیح ہے کہ "کبھی کسی چیز کے جزء کے لیے بھی اس لفظ کا استعمال ہو جاتا ہے جو اصلاً اس کے کل کے لیے ہوتا ہے" مگر ان کا یہ اضافہ قابل قبول نہیں کہ "لیکن وہ جزء بھی ایسا ہونا چاہیے جو قابل لحاظ ہو" ہڈی چاہے بڑی سے بڑی ہو جیسے ران کی، یا چھوٹی سے چھوٹی ہو جیسے کان کی، ہڈی کہلاتی ہے۔ لوہے کا چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا لوہا کہلاتا ہے اسی طرح سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں کا معاملہ ہے۔ حجر بھی ایک معدن ہے الحجر جوهر صلب معروف (راغب) اس لیے اس کا چھوٹے سے چھوٹا جزء بھی حجر کہلائے گا۔

۷۔ ارسل کے بعد آنے والے علی کے، ارسل سے متعلق ہونے کی تردید کرتے ہوئے مولانا نے اسے مابعد الفاظ مثلاً مدرار، حفیظ، وکیل کا صلہ قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مدرار جب السماء کے ساتھ آتا ہے تو اس کا صلہ علی نہیں آتا۔ تاج العروس میں ہے: درّت السماء بالمطر اذا کثر مطرها، فهی مدرار بالکسر ای تدرّ بالمطر۔

۸۔ آیت انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین (مریم-۸۳) میں علی کو مولانا نے ارسلنا سے متعلق ماننے کے بجائے ایک لفظ مسلّطین کو محذوف مان کر اس کا صلہ قرار دیا ہے۔ ماہرین لغت کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ ان کے مطابق محذوف ماننے کی ضرورت نہیں بلکہ خود لفظ ارسال کے ایک معنی تسلیط کے بھی ہیں۔ القاموس المحیط میں ہے الارسال التسلیط۔ زبیدی نے مثال میں یہی آیت پیش کی ہے۔

اس موضوع پر اب تک کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ ہمارے ہوش مند قارئین اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکتے ہیں کہ ان تحریروں میں صاحبان تحریر (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی اور مولانا محمد عنایت اللہ اسد سبحانی) کا کون سا موقف مضبوط ہے اور کون سی بحث کم زور۔ اس لیے اب اس بحث کا سلسلہ موقوف کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی نئی پیش کش

قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان

از

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کریم میں اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے حالات پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات، ان کی بد اعتقادیوں اور بداعمالیوں کی تفصیلات اور ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی جانے والی سزاؤں اور تنبیہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اہل کتاب کے اس مفصل تذکرہ کا کیا مقصد ہے؟ اس میں مسلمانوں کے لیے عبرت و نصیحت کے کون سے پہلو ہیں؟ اس کتاب میں انہی اہم موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔

کتاب پر سکریٹری ادارہ مولانا سید جلال الدین عمری کا مبسوط اور وقیع مقدمہ بھی ہے۔

عمدہ کاغذ، دیدہ زیب سرورق، آفسٹ کی حسین طباعت۔ صفحات: ۲۹۶ ، قیمت: ۷۰ روپے

ملنے کے پتے: (۱) مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ - ۱

(۲) مرکزی مکتبہ اسلامی۔ ۱۳۵۳۔ چتلی قبر۔ دہلی - ۶